اشراق و چاشت کی فضیلت کیا ہے اور کس کو حاصل ہوگی؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0236 تاریخ:21-11-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ میں ایک مسجد میں امام ہوں اور میرا معمول یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھا کر مصلے پر ہی مختصر وظیفہ پڑھتا ہوں، اس کے بعد تفسیر صراط الجنان سے تین آیات کی تفسیر بیان کی جاتی ہے، پھر دعا کر کے لوگوں سے ملاقات و سلام دعا کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ جاتا ہوں، اس کے بعد کبھی مصلے ہی پر اور کبھی مسجد کی دوسری یا تیسری صف میں بیٹھ کر اور کبھی اپنے حجرے میں جا کر وظائف پڑھتا ہوں، پھر وقت ہو جانے پر نمازِ اشراق و چاشت کی ادائیگی کرتا ہوں، اس دوران میں کوئی دنیاوی کام کاج یا بات چیت بالکل نہیں کرتا، البتہ کوئی شرعی مسئلہ پوچھے تو میں علم ہونے کی صورت میں بتا دیتا ہوں اور جمعہ والے دن نمازِ فجر کے بعد صلوٰۃ و سلام بھی پڑھا جاتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ میرے اس معمول کو مد نظر رکھ کر ارشاد فرمائیں کہ کیا مجھے احادیث مبارکہ میں اشراق و چاشت کی نماز کے بیان کیے گئے فضائل حاصل ہوں گے؟ کیا ان فضائل کے حصول کے لیے بعد نمازِ فجر اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہنا شرط ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اشراق و چاشت کی نماز کے احادیث مبارکہ میں مختلف قسم کے فضائل و برکات بیان فرمائے گئے ہیں، ان میں سے بعض تو عمومی فضائل ہیں، جن میں بعد نمازِ فجر اسی جگہ بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہنے

کی قید نہیں، جیسے اس نماز کی ادائیگی سے اعضاء کا صدقہ ادا ہو جانا اور تمام ضرورتوں و حاجتوں کے لیے اللہ پاک کا کافی ہونا اور ہر ناپسندیدہ چیز سے بندے کی حفاظت فرمانا، وغیرہا، لٰہذا یہ فضائل و برکات تو ہر اس مسلمان کو حاصل ہوں گے جو اس نماز کی ادائیگی کرے، اگرچہ وہ بعد نمازِ فجر کسی جائز دنیاوی کلام یا کام میں ہی کیوں نہ مشغول ہو جائے، جبکہ کچھ خصوصی فضائل ہیں، جن میں بعدِ نماز فجر وقتِ نمازِ اشراق و چاشت ہو جانے تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہنے اور ذکر و خیر میں مشغول رہنے کی قید ہے، جیسے کامل حج و عمرہ کا ثواب اور اس کی ادائیگی کی برکت سے کثیر گناہوں کی معافی۔ تو اس طرح کی احادیث مبارکہ میں اصل مقصود قعود (بیٹھنا) نہیں ہے، بلکہ اس پورے وقت میں خیر و ذکر میں مشغول رہنا ہے، چاہے اسی جگہ بیٹھ کر ذکر کرتا رہے یا اس جگہ سے اٹھ کر مسجد کے کسی حصے میں ذکر میں مشغول رہے، بلکہ اگر ذکر میں مشغول رہتے ہوئے اپنے گھر ہی آجائے اور یہیں نمازِ اشراق وغیرہ ادا کرے، تو بھی یہ فضیلت حاصل ہو گی، ہاں افضل و مستحب یہی ہے کہ جہاں نمازِ فجر پڑھی وہیں بیٹھ کر ذکر و خیر میں مشغول رہے کہ اولاً تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ بھی یہی تھا، ثانیاً حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور ثالثاً یہ کہ بعد نمازِ فجر اسی جگہ بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہنا خود مستقل طور پر مندوب و مستحب ہے۔

لٰہذا سوال کا جواب یہ ہے کہ **اگر** آپ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد کوئی دنیاوی کام یا کلام نہیں کرتے، بلکہ اپنے وظائف، قرآن کریم کی تلاوت و تفسیر، بعدِ نماز دعا، مسلمانوں سے سلام، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام اور دلائل الخیرات شریف وغیرہ پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں، تو آپ کو احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے نمازِ اشراق و چاشت کے فضائل حاصل ہوں گے، کیونکہ یہ امور خیر و ذکر میں داخل ہے۔

نمازِ اشراق و چاشت کے کچھ عمومی فضائل، جن میں بعد نماز فجر اسی جگہ بیٹھے رہنے اور ذکر میں مشغول رہنے کی قید نہیں:

**(1) نمازِ چاشت کی وجہ سے تمام اعضاء کا صدقہ ادا ہو جانے کے متعلق مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے، **واللفظ للآخر: ”عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «يصبح على كل سلامى من أحدكم صدقة، فكل تسبيحة صدقة، وكل تحميدة صدقة، وكل تهليلة صدقة، وكل تكبيرة صدقة، وأمر بالمعروف صدقة، ونهي عن المنكر صدقة، ويجزئ من ذلك ركعتان يركعهما من الضحى “ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہے، تو سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لاالہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں۔

(مسند احمد، ج35، ص378، مؤسسۃ الرسالہ)(الصحیح لمسلم، ج01، ص498، دار احیاء التراث العربی)

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم **ارشاد فرماتے ہیں:** ”قال: ابن آدم! اركع لي أربع ركعات من أول النهار أكفك آخره “ترجمہ: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے دن کے شروع میں چار رکعتیں پڑھ، میں دن کے آخر میں تجھے کافی ہوں گا۔

(سنن الترمذی، ج02، ص340، مطبعۃ مصطفی البابی، مصر)

اس کے تحت **مرقاۃ المفاتیح میں ہے:** ” (أكفك)، أي: مهماتك (آخره)، أي: إلى آخر النهار، قال الطيبي، أي: أكفك شغلك وحوائجك، وأدفع عنك ما تكرهه بعد صلاتك إلى آخر النهار “ترجمہ: مراد یہ ہے کہ میں دن کے آخر تک تیرے تمام اہم کاموں کے لیے کفایت کروں گا، امام طیبی نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ میں تیرے تمام کاموں اور حاجتوں کے لیے کفایت کروں گا اور تجھ سے اس نماز کے پڑھ لینے کے بعد دن کے آخر تک تیری ہر ناپسندیدہ چیز کو دور کروں گا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج03، ص980، دار الفکر، بیروت)

نمازِ اشراق کے خصوصی فضائل جن میں بعد نماز فجر اسی جگہ بیٹھے رہنے اور ذکر میں مشغول رہنے کی قید ہے:

(1) نمازِ اشراق پڑھنے والے کو کامل و مقبول حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے، اس حوالے سے بعض روایات میں صرف بعد نمازِ فجر اسی جگہ بیٹھے رہنے کی قید ہے، چنانچہ معجم اوسط میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''من صلى الصبح، ثم جلس في مجلسه حتى تمكنه الصلاة، كانت بمنزلة عمرة وحجة متقبلتين ''ترجمہ: جس نے نمازِ فجر پڑھی، پھر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا، یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا تو وہ نماز اس کے لیے مقبول حج و عمرہ کے برابر ہو گی۔

(المعجم الاوسط، ج05، ص375، دار الحرمین، القاهره)

اور بعض روایات میں بعد نمازِ فجر اسی جگہ بیٹھے رہنے کے ساتھ ذکر و خیر میں مشغول رہنے کی قید بھی موجود ہے، چنانچہ سنن ترمذی شریف میں ہے: ''عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: '' من صلى الغداة في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «تامة تامة تامة» ''ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نمازِ فجر باجماعت پڑھی، پھر وہیں بیٹھ کر آفتاب طلوع ہونے تک ذکر الٰہی کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے لیے یہ نماز ایک حج و عمرہ کے اجر کی طرح ہو گی، حضرت انس کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ نماز بالکل کامل و تام حج و عمرہ کے برابر ہے۔

(سنن الترمذی، ج02، ص481، مطبعة مصطفى البابي)

(2) نمازِ چاشت پڑھنے والے کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے، اس حوالے سے بھی بعض روایات میں مذکورہ دونوں قیود موجود ہیں، چنانچہ کنز العمال اور مسند ابو یعلیٰ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کچھ اس طرح منقول ہے، بالفاظ متقاربة: ''من صلى الفجر فقعد في مقعده، فلم يبلغ بشيء من أمر الدنيا يذكر الله عز وجل، حتى يصلي الضحى أربع ركعات، خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه ''ترجمہ: جس نے نمازِ فجر پڑھی، پھر اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا اور اس نے کوئی دنیاوی کام نہ کیا، بس

اللہ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے نمازِ چاشت کی چار رکعتیں پڑھ لیں، تو اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسا کہ اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اس کو پیدا کیا تھا۔

(کنز العمال، ج02، ص152، مؤسسة الرسالہ)(مسند ابی یعلی، ج07، ص329، دار المامون)

اور سنن ابی داؤد میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کچھ اس طرح منقول ہے:"من قعد في مصلاه حين ينصرف من صلاة الصبح حتى يسبح ركعتي الضحى لا يقول إلا خيرا، غفر له خطاياه، وإن كانت أكثر من زبد البحر "ترجمہ: جو نمازِ فجر سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس نے نمازِ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیں، اس دوران صرف بھلائی کی بات کی، تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

(سنن ابی داؤد، ج02، ص461، دار الرسالة العالمیہ)

جن روایات میں بعد نمازِ فجر اسی جگہ بیٹھے رہنے اور ذکر و خیر میں مشغول رہنے کی قید ہے، ان کی وضاحت:

نمازِ اشراق و چاشت کے فضائل کے متعلق وہ تمام روایات جن میں نمازِ فجر پڑھ لینے کے بعد اسی جگہ بیٹھے رہنے اور ذکر و خیر میں مشغول رہنے کی قید ہے، ان تمام میں اصل مقصود اسی جگہ بیٹھے رہنا نہیں ہے، بلکہ اس تمام وقت میں ذکر الٰہی کرتے رہنا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص وہیں ذکر کرتا رہا یا وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ اگرچہ اپنے گھر ہی چلا گیا، چاہے عذر کی وجہ سے ہو یا بلا عذر اور اس دوران وہ ذکر میں مشغول رہا اور دنیاوی کام یا کلام نہ کیا، تو اسے بھی یہ فضائل حاصل ہوں گے، اس پر معتبر شارحین عظام اور معتمد فقہائے کرام کی تصریحات موجود ہیں۔

چنانچہ شارح جلیل علامہ علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ سنن ابو داؤد کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:"(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قعد) أي: استمر (في مصلاه): من المسجد أو البيت مشتغلا بالذكر أو الفكر، أو مفيدا للعلم، أو مستفيدا، أو طائفا بالبيت (حين ينصرف من صلاة الصبح حتى يسبح ركعتي الضحى لا يقول)، أي: فيما بينهما (إلا خيرا): وهو ما يترتب عليه

الثواب، واكتفى بالقول عن الفعل. (غفرله خطاياه وإن كانت أكثر من زبد البحر)"ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نمازِ فجر سے فارغ ہو کر اپنی مسجد یا گھر والی نماز کی جگہ پر ذکر یا فکر میں مشغول رہا یا علم پھیلاتا یا سیکھتا رہا یا خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے نمازِ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیں، اس دوران صرف بھلائی کی بات کی اور بھلائی سے مراد وہ ہے جس پر ثواب مرتب ہو اور یہاں قول بول کر فعل سے اکتفاء کیا گیا ہے، تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب صلوٰۃ الضحیٰ، ج03، ص982، دار الفکر، بیروت)

اسی کی مزید وضاحت آپ علیہ الرحمۃ نے دوسری حدیث کے تحت فرمائی ہے، چنانچہ سنن ترمذی کی حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں:"(ثم قعد يذكر الله) أي: استمر في مكانه ومسجده الذي صلى فيه، فلا ينافيه القيام لطواف أو لطلب علم أو مجلس وعظ في المسجد، بل وكذا لو رجع إلى بيته واستمر على الذكر"ترجمہ: پھر وہ بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتا رہا یعنی اپنی جگہ اور اس مسجد میں جس میں نماز پڑھی، ذکر الٰہی میں مشغول رہا تو طواف، طلبِ علم، مسجد میں ہونے والی مجلس وعظ وغیرہ کے لیے اس کا کھڑا ہو جانا اس کے منافی نہیں ہو گا بلکہ اسی طرح اگر وہ گھر لوٹ آیا اور ذکر میں مشغول رہا تو بھی یہی معاملہ ہے۔ **(مرقاۃ المفاتیح، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، ج02، ص770، دار الفکر، بیروت)**

یہاں علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے واضح فرما دیا کہ قعود سے مراد استمرار بالذکر ہے، کیونکہ آپ نے ذکر میں مشغول رہتے ہوئے گھر لوٹ کر نمازِ اشراق پڑھنے والے کے لیے بھی اس فضیلت کو ثابت مانا ہے۔

اسی طرح فقیہ جلیل علامہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمۃ "حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح" میں فرماتے ہیں:"(قوله: ثم قعد يذكر الله تعالى) أفاد العلامة القاري في شرح الحصن الحصين أن القعود ليس بشرط وإنما المدار على الاشتغال بالذكر هذا الوقت (قوله: ثم صلى ركعتين) ويقال

لهمار کعتاالإشراق وهما غیرسنة الضحی "ترجمہ: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (پھر وہ بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتا رہا) علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح حصن حصین میں یہ افادہ فرمایاہے کہ بیٹھنا شرط نہیں ہے، بلکہ اس فضیلت کے حصول کا دار و مدار اس پورے وقت میں ذکر الٰہی میں مشغول رہنے پر ہے اور ان دونوں رکعتوں کو اشراق کی دو رکعتیں کہا جاتا ہے اور یہ سنتِ چاشت کے علاوہ ہیں۔

(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ج01، ص181، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ سید طحطاوی علیہ الرحمۃ نے علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ کے جس کلام کی طرف اشارہ فرمایا ہے، وہ کلام یہ ہے:" (ثم قعد) أی استمر علی حال ذکرہ سواء یکون قائما أو قاعدا أو مضطجعا و الجلوس أفضل الا اذا عارضه أمر کالقیام للطواف أو لصلوٰۃ الجنازة أو لحضور درس و نحوها "ترجمہ: پھر وہ بیٹھا رہا یعنی اپنے ذکر والی حالت پر ہی مستمر رہا، اب یہ چاہے بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر یا لیٹ کر، ہاں بیٹھنا افضل ہے اِلَّا یہ کہ کوئی دوسرا امر درپیش ہو، جیسے طواف یا نماز جنازہ یا درس یا اس طرح کی دوسری چیزوں میں شرکت کے لیے کھڑا ہونا۔

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:" وفیه اشارة الی أنه لا یلزمه أن یقعد فی مکانه الذی صلی فیه بل له أن یتحول عن الصف الی الموضع الذی أراد أن یجلس فیه لذکر أو تلاوة أو تعلم أو تعلیم، فان المقصود الأصلی انما هو اشغال الوقت بالذکر الالٰهی و لو فی بیته أو دکانه۔ نعم! فی محله أکمل و فی مسجده أفضل و فیه ایماء الی أن المسجد کله مکان واحد و موضع واحد متحد حکما "ترجمہ: اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص پر اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا جس میں اس نے نماز فجر پڑھی ہے، لازم نہیں ہے، بلکہ اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ صف سے اس جگہ کی طرف جا سکتا ہے جہاں بھی وہ ذکر، تلاوت یا تعلیم و تعلم میں مشغول رہنا چاہتا ہے، کیونکہ اصل مقصود اس پورے وقت میں ذکر الٰہی کرتے رہنا ہے، اگرچہ یہ اپنے گھر میں ہو یا دکان میں، ہاں اسی جگہ پر زیادہ کامل اور اسی مسجد میں زیادہ باعث فضیلت ہے اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ پوری مسجد ایک ہی مکان ہے اور ایک جگہ حکمی طور پر متحد مانی جاتی ہے۔ **(الحرز الثمین شرح الحصن الحصین، جلد01، ص194،191، مطبوعہ ریاض)**

افضل یہی ہے کہ جہاں نمازِ فجر پڑھی وہیں بیٹھ کر آفتاب بلند ہونے تک ذکر و خیر میں مشغول رہے:

بعد نمازِ فجر اسی جگہ بیٹھ کر وقت اشراق تک ذکر و فکر میں مشغول رہنا افضل ہے کہ یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ تھا، چنانچہ سنن ترمذی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا صلى الفجر قعد في مصلاه حتى تطلع الشمس "ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر ادا فرمالیتے تو اپنی نماز کی جگہ ہی تشریف فرما رہتے، یہاں تک سورج طلوع ہو جاتا۔ **(سنن الترمذی، ج02، ص481، مطبعة مصطفى البابی، مصر)**

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہی طریقہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا، چنانچہ سنن ابو داؤد میں ہے: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لأن أقعد مع قوم يذكرون الله من صلاة الغداة حتى تطلع الشمس أحب إلي من أن أعتق أربعة من ولد إسماعيل "ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا اس قوم کے ساتھ بیٹھنا جو نمازِ فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی کرتی ہے مجھے اولاد اسماعیل کے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(سنن ابی داؤد، ج5، ص508، دار الرسالة العالمیه)

اس کے تحت مرقاۃ میں ہے: "(يذكرون الله) وهو يعم الدعاء والتلاوة ومذاكرة العلم وذكر الصالحين ۔۔ ولعل ذكر أربعة لأن المفضل مجموع أربعة أشياء: ذكر الله، والقعود له، والاجتماع عليه، والاستمرار به إلى الطلوع "ترجمہ: ایسی قوم جو اللہ کا ذکر کرتی ہے، ذکر سے مراد عام ہے، جیسے دعا، تلاوت قرآن، علمی مذاکرہ اور صالحین کا ذکر اور شاید چار غلاموں کی آزادی کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ باعث فضیلت چیز کا مجموعہ چار چیزیں ہیں، ذکر الٰہی، اس کے لیے بیٹھنا، جمع ہونا اور طلوع تک اس پر استمرار۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، ج02، ص770، دار الفکر، بیروت)

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ طریقہ مستقل طور پر مندوب و مستحب ہے، چنانچہ مبسوط امام شمس

الائمہ سرخسی میں ہے: ”المکث في مکان الصلاۃ حتی تطلع الشمس مندوب إلیہ قال صلی اللہ علیہ وسلم :من صلی الفجر ومکث حتی تطلع الشمس فکأنما أعتق أربع رقاب من ولد إسماعیل “ترجمہ: سورج طلوع ہوجانے تک نماز کی جگہ ٹھہرے رہنا مستحب و مندوب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نمازِ فجر پڑھی اور وہ طلوع آفتاب تک ٹھہرا رہا، تو گویا اس نے اولاد اسماعیل میں سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔

(المبسوط للسرخسی، باب مواقیت الصلوۃ، ج01، ص146، دار المعرفہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06ربیع الثانی 1445ھ/21نومبر 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے